# شہداء اہل حدیث لاہور
## تاثرات و مشاہدات

از محمد یاسین شاد = ملتان

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء مسلمانان برصغیر کے لئے بڑا تاریخی دن ہے۔ کہ جس روز مجوزہ اسلامی مملکت کے قیام کے لئے قرارداد منظور ہوئی جسے شیر بنگال مولوی فضل الحق نے بانی پاکستان محمد علی جناح کی صدارت میں جلسہ کے آخر میں پیش کیا۔ کانگریسی اخبارات نے طنزیہ انداز میں اسے قرارداد پاکستان لکھا۔ جبکہ یہ متفقہ طور پر قرارداد لاہور کے نام سے منظور کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تحریک حریت کے پروانوں کی لاتناہی قربانیوں کی بدولت ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشہ پر اسلامی مملکت پاکستان کو وجود بخشا اللہ تعالیٰ اسے استحکام دے۔ (آمین) جہاں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی اس کے قریب ہی قلعہ کچھمن سنگھ میں کاروان اصحاب الحدیث کی بساط ظالموں نے گہری سازش سے بم بلاسٹ کے ذریعے پلٹ دی۔ جس میں بطل حریت قائد عالم اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید خطیب لاثانی شیر ربانی مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید' مفکر اہل حدیث مولانا عبدالخالق قدوسی شہید' اہل حدیث نوجوانوں کے ہیرو مولانا محمد خاں نجیب شہید و دیگر شہداء کے ساتھ منصب شہادت پر سرفراز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام شہداء اہل حدیث لاہور کی مغفرت کرے آمین اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے روح رواں و صدر محمد خاں نجیب شہید ضلعی کنونشن میں خطاب کے لئے ۱۰ جولائی ۱۹۸۶ء کو ملتان تشریف لائے سب سے پہلی ملاقات اسی کنونشن کے موقعہ پر ہوئی جو بعد میں یہ ملاقات و خطاب آخری ثابت ہوا۔

دوران خطاب نجیب خاں شہید نے فرمایا۔

اہل حدیث یوتھ فورس کے ذیلی یونٹوں کے عہدیدار ایسے مثالی کردار کے حامل ہونے چاہئیں کہ ان نمائندوں پر کسی طرح بھی انگشت نمائی نہ کی جا سکے۔ خطاب کے آخر میں بڑے ہی درد مندانہ انداز میں فرمایا کہ۔

خدارا معمولی ذاتی اختلافات کو تنظیمی اختلاف کی بھینٹ نہ چڑھا دینا جس کی وجہ سے تنظیم کا عمل رک جائے۔ تمام کارکنوں کو آخر میں ہدایت کی کہ احکام الٰہی کی بجاآوری کے علاوہ نماز تہجد کا بھی خصوصی اہتمام کریں تاکہ زنگ آلود دلوں کی تاریکی صلوۃ اللیل کی برکتوں سے منور ہو سکے

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت کا شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اس حادثہ میں دوسرے شہید جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مشیر خاص عالم باعمل علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کے دست راست مولانا عبدالخالق قدوسی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ راقم کی ذاتی شناسائی تمام شہداء میں سے مولانا قدوسیؒ سے زیادہ تھی۔

بندہ کو جب بھی لاہور جانے کا موقعہ ملتا مکتبہ قدوسیہ پر حاضری لازمی دیتا۔ عندالملاقات خندہ پیشانی و کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ان سے مل کر جماعتی دینی علمی و ادبی سیاسی معلومات حاصل ہوتی تھیں ایک مرتبہ میں نے ان سے تاریخ اہل حدیث مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کا پوچھا ان کے مکتبہ میں موجود نہ تھی میں مکتبہ نعمانیہ گیا وہیں کسی کام کے لئے مولانا قدوسی شہیدؒ بھی آئے مجھے دیکھ کر مولانا بشیر احمد نعمانی سے کہا کہ یہ ہمارے خاص دوستوں میں سے ہیں کتاب کا نرخ مناسب لگانا۔ ہر مقام پر علم دوست ہونے کا ثبوت دیا۔

مکتبہ قدوسیہ بظاہر ان کا کاروباری ادارہ تھا۔ درحقیقت دبستان حدیث کا تعلیمی و تحقیقی مرکز تھا۔ جہاں مولانا قدوسی شہید تشنگان علم کی مکمل رہنمائی کرتے اللہ اللہ کہاں ایسے گوہر نایاب جو اب چراغ رخ زیبا لے کر تلاش کرنے سے نہ ملیں گے۔

جن کی عقلوں پر نہ ہو بار روایات کہن — جن کی فکر تازہ میں اجتہادی بانکپن
دل تو دل دل کی طرح جن کے دھڑکتے ہوں دماغ — جن کے سینے میں ہوں روشن حب ملت کے چراغ

(جوشؔ)

۱۹۷۰ء کے نازک موقعہ پر متعصب حنفی مورخ پروفیسر محمد ایوب قادریؒ نے ایک مقالہ بعنوان سرسید احمد خاں اور وہابی تحریک سپرد قلم کیا "یہ ماہنامہ پہلے ماہنامہ "البلاغ کراچی" اور بعد میں ہفت روزہ چٹان لاہور میں طبع ہوا۔ اس میں قادری صاحب نے سارا زور اس بات پر صرف کیا کہ ہندوستان میں وہابی تحریک سرسید احمد خاں کی انگریز نوازی کی وجہ سے پروان چڑھی اس کا علمی و مسکت انداز میں جواب مولانا عبدالخالق قدوسیؒ نے الاعتصام لاہور کی ۱۹۷۰ء کی کئی اشاعتوں میں "بعنوان اسلاف دیو بند اور انگریز" دیا۔ جسے مولانا برق التوحیدی نے اپنی کتاب علماء دیو بند اور انگریز میں کتابی صورت میں شائع کیا۔ مولانا قدوسیؒ کے صاحبزادگان ابو بکر و عمر قدوسیان سلمہما اللہ تعالیٰ سے گذارش ہے کہ مولانا قدوسی شہید کے تمام مطبوعہ مضامین کو مقالات قدوسیہ کے نام سے طبع کریں تاکہ مجھ جیسے تاریخ اہل حدیث کے ابتدائی طالب علم بھی مستفید ہو سکیں۔

جمعیت اہل حدیث پاکستان کی نشاۃ ثانیہ کے بعد مولانا عبدالخالق قدوسی شہید تاریخ اہل حدیث

لکھ رہے تھے جو کہ ان کا پسندیدہ مضمون تھا۔ ان کا پروگرام تھا کہ ایسی مکمل و جامع اہل حدیث تاریخ رقم کی جائے گی جو خیر القرون سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک مکمل دستاویز ہو گی۔ اس کی ہر صدی پہ مشتمل ایک جلد ہو۔ جس میں اس صدی کے سیاسی حالات کا عمومی جائزہ ہو اس صدی کے علماء اہل حدیث کا مفصل تذکرہ ہو۔

اسی سلسلہ کا آغاز انہوں نے ہفت روزہ الاسلام لاہور میں بعنوان اہل حدیث منزل بمنزل بھی کیا تھا جو ان کی اچانک شہادت کی وجہ سے پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ کاش کوئی جماعتی اہل قلم ان کے علمی کام کو پورا کر دے۔

شیر شہید خطیب لاثانی شیر ربانی مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی نائب ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث پاکستان تھے۔ جماعتی کانفرنسوں میں بڑے درد و سوز سے لحن داؤدی میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ کلام اللہ سے ان کی والہانہ محبت و شیفتگی کی نشانی بوقت شہادت جیبی قرآن پاک بھی ساتھ ہی شہید ہوا۔ یزدانی شہید ہمارے اہل حدیث اسٹیج کے محبوب مقرر تھے۔

۱۴ اگست ۱۹۸۷ء کو پوری قوم آزادی کا جشن منا رہی تھی۔ اہل حدیث یوتھ فورس نے استحکام پاکستان کے عنوان سے جناح ہال لاہور میں مذکورہ تاریخ کو ایک پروگرام رکھا تھا۔ جس میں خطاب کرنے کے لئے یزدانی شہید کامونکی سے لاہور آنے کے لئے بس سٹاپ پر آئے۔ متعصب غالی خرافیوں نے گوجرانوالہ کے انور و اقبال نامی جنونی مذہبی کرائے کے نوجوانوں کے ذریعے قاتلانہ حملہ کرایا۔ جس سے وہ شدید زخمی ہوئے طویل عرصہ تک میو ہسپتال لاہور زیر علاج رہے۔

باطل نظریات کے حامل لوگوں کا پرانا وطیرہ ہے کہ جب دلائل سے عاجز آجاتے ہیں تو راستے سے ہٹانا ہی آخری حربہ ہوتا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ پر ۴ نومبر ۱۹۳۷ء کو قمر بیگ کے ذریعے قاتلانہ حملہ کرایا تھا۔ شیخ الاسلام نے ملزم کے اہل خانہ کو ملزم کی اسیری کے دوران باقاعدہ خرچ بھیجتے رہے۔ جیسے ہی یزدانی شہید دوبارہ صحت یاب ہوئے پہلے سے بھی زیادہ جرات و مردانگی کے ساتھ میدان تبلیغ میں آئے بلکہ اور زیادہ نکھار آگیا تھا۔

۲۴ مارچ ۱۹۸۷ء کو شام کے وقت دھماکہ سے زخمی ہونے کی وجہ سے وفات پائی۔ ۲۵ مارچ کو نماز ظہر کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ کامونکی کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں اے لئیم
تونے یہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے
ایک ایک قطرے میں داستاں ستم کی ہے

یہ لہو ہے آئینہ قاتلوں کے چہروں کا

اس حادثہ میں جو شدید زخمی ہو کر میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج تھے۔ جنہیں علاج کے لئے ملٹری ہسپتال ریاض سعودیہ لے جایا گیا ۳۰ مارچ ۱۹۸۷ء کو صبح کے وقت وفات پائی۔
وہ تھے میر کارواں سالار جمعیت اہل حدیث پاکستان علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آرزو شہادت پوری کی اور جنت البقیع میں تدفین کی سعادت سے نوازا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

علامہ شہید کے متعلق سب سے پہلے واقفیت ہفت روزہ اہل حدیث لاہور و ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور کے مطالعہ سے ہوئی جو کہ آپ کی ادارت میں نکلتے تھے جو آپ کے شہوار قلم کے رشحات فکر کے آئینہ دار تھے۔

## پہلا خطاب سننے کا موقعہ

پی پی کے دور اقتدار اول میں بوریوالہ کمیٹی چوک میں جلسہ عام کے موقعہ پر پہلا خطاب سننے کا موقعہ میسر آیا۔ اس جلسہ کے اسٹیج سیکرٹری الحاج عبدالرشید صدیق ملتان تھے انہوں نے آپ کے خطاب سے قبل آپ کا مکمل تعارف کرایا جس میں آپ کی تعلیمی دینی و ادبی تصنیفی خدمات کے بارہ میں بتایا۔ اس کے بعد آپ نے خطاب کا آغاز کیا۔ آپ کا خطاب درج ذیل شعر کا مکمل آئینہ دار تھا۔

ابلیس نما انسانوں کی اے دوست ثنا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیاء صرصر کو صبا بندے کو خدا کیا لکھنا
(جالب)

واقعی علامہ شہید اپنی ساری زندگی دینی و سیاسی میدان میں تحریر و تقریر کے ذریعے ابلیسوں کی تلبیسی کا پردہ چاک کرتے رہے۔ اسی وجہ سے آپ کو راستے سے ہٹانے کی گھناؤنی و مکروہ سازش تیار کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہادت کا منصب لے کر پہنچے۔

**اللہم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک** کے مصداق بنے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

دوران خطاب بنگلہ دیش منظور کرنے کے پیش آمدہ نقصانات و خطرات سے آگاہ کیا۔ اس وقت کی حکومت اپنے تمام ذرائع سے بنگلہ دیش منظور کرنے کی مہم زور و شور سے چلا رہی تھی۔ اس کے نقصانات تمام ہمدردان ملک و ملت نے اٹھائے وہاں سب سے زیادہ نقصان بنگلہ دیش میں محصور بہاریوں نے اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ تمام محب وطن بہاریوں کو محفوظ پناہ گاہ دے۔ (آمین) علامہ شہید اپنے ولولہ انگیز آتش فشاں خطابات سے اس کے خلاف مہم میں رواں دواں تھے یہاں سے خطاب کے بعد حافظ طارق صاحب کے ہمراہ دوران سفر میلسی لنک پر کار کا حادثہ پیش آیا۔ جس میں علامہ احسان الٰہی ظہیر اور حافظ طارق معجزانہ طور پر بچ گئے۔ کار کا ڈرائیور نہر میں ڈوب گیا اس نے حادثہ فاجعہ میں وفات پائی۔

اس حادثہ کو اس وقت کے صوبائی حکمران غلام مصطفیٰ کھر نے علامہ شہید کو ڈرائیور کی ہلاکت کے مقدمہ میں الجھانے کی ناکام سازش کی۔ لیکن اللہ عز و جل نے اس مکر و فریب سے تیارہ کردہ مقدمہ سے باعزت بری کرایا۔ یہ صوبائی حکمران بزعم خود دوسرا ملک امیر محمد خاں آف کالا باغ بننے کا متمنی تھا۔ بعد میں خود اپنے ہی جال میں پھنسا کہ ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود دوبارہ وہ منصب نہ لے سکا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شد

۱۹۷۴ء کو ملتان باغ عام خاص میں مدرسہ محمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اپنے اور دوسرے سیاستدانوں کے ساتھ دوران اسیری کس طرح کا سلوک کیا گیا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ ہمارے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جو آنکھ دیکھ نہیں سکتی زبان بیان نہیں کر سکتی کان سن نہیں سکتے ہر انسانی ناسوز سلوک کیا گیا یاد رہے اس وقت بھی کھر صاحب صوبائی حکمران تھے۔

۱۹۷۶ء کو فیصل آباد (لائل پور) دھوبی گھاٹ میں جمعیت شبان اہل حدیث فیصل آباد کی جانب سے سید ابو بکر غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقعہ پر آپ نے خطاب میں فرمایا۔

سید ابو بکر غزنویؒ کے جد امجد سید عبداللہ غزنویؒ نے پیغمبرؐ کی ایک سنت پر عمل کرنے کی پاداش میں گھربار وطن کو خیرباد کہا۔ افغانستان سے جلا وطن کئے جانے کے بعد امرتسر کو اپنی تبلیغ و تدریس کے لئے مسکن بنایا۔

اہل حدیثو! تم بھی سنت رسولؐ پہ عمل کر کے اہل زمانہ کو اپنے دعوے کی صداقت دکھا دو سید ابو بکر غزنویؒ لندن میں ایک ٹریفک کے حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے وہیں وفات پائی تھی۔ علامہ شہید و سیدؒ دونوں یکساں عمروں میں عین عالم شباب میں ہی ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔

یہ دونوں شاہ اسماعیل شہید کے مشن کے علمبردار شاہ شہید کی طرح ہی تقریباً ۴۶ برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچے۔

میں اور حافظ ارشاد الحق فاضل مدینہ یونیورسٹی حال مبعوث عرب امارات سید ابوبکر غزنویؒ کے جنازہ میں شرکت کے لئے لاہور گئے۔ بعد نماز مغرب نماز جنازہ میں شرکت کی جمعرات کی شام کو جنازہ پڑھا گیا تھا۔ اس رات ہم دونوں استاذی پروفیسر حافظ نصر اللہ خاں کے ہاں ٹھہرے جمعہ کے دن خطبہ جمعہ سے پہلے ہی اہل حدیثوں کو قدیمی مسجد چینیانوالی میں پہنچے تاکہ علامہ شہید کے خطبہ جمعہ کی سماعت کی سعادت حاصل کر سکیں علامہ شہید کے ساتھ ہماری ملاقات خطبہ سے پہلے ہی ہو گئی تھی۔ آپ نے دوران ملاقات بڑی شفقت سے ہمارے ساتھ باتیں کیں۔ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد دونوں نے آپس میں کہا کہ ہمارے ساتھ کتنی مروت و محبت اور اپنائیت کے ساتھ پیش آئے۔

نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد جب علامہ شہید مسجد سے باہر جا رہے تھے تو ان کے ساتھ قاضی محمد اسلم سیف ماموں کانجن والے بھی باتیں کرتے جا رہے تھے۔ ۱۹۷۷ء کے ہنگامہ خیز انتخاب کے موقعہ پر اوکاڑہ شہر کی صوبائی نشست پر ایک مولوی صاحب امیدوار رکنیت تھے اہل حدیث احباب سے ان کا عمومی رویہ یہ ہوتا تھا کہ ملاقات کے موقعہ پر اپنے ہاتھ پر کپڑا رکھ کر مصافحہ کرتے تھے۔ ان کی اس عجیب و غریب کیفیت کی وجہ سے اوکاڑہ کے اہل حدیث ووٹرز نے کہا کہ اگر علامہ احسان الٰہی ظہیر ہمیں کہیں گے تو آپ کو ووٹ دیں گے۔

علامہ شہید حلقہ پتوکی پر قومی اسمبلی کا انتخاب لڑ رہے تھے اور اپنے حلقہ انتخاب میں مصروف تھے وہ مولوی صاحب اپنی سیاسی ضرورت کے لئے علامہ شہید کو بڑی کوشش و لجاجت سے جلسہ پر لے کر آئے جبکہ علامہ شہید کو مولوی صاحب کے سلوک اعتزال کا بخوبی علم تھا۔ فوارہ چوک اوکاڑہ جلسہ عام میں آپ نے آخری خطاب فرمایا جس کی وجہ سے مولوی صاحب کی سیاسی ضرورت حل ہوئی۔ خطاب کے دوران فرمایا کہ دنیا میں صرف دو مذہب ہیں اہل حدیث' اہل خبیث محمد رسول اللہؐ کے نظام مدینہ کے پیروکار اہل حدیث ہیں۔ اور لاڑکانہ کے فاشسٹ نظام کے پیروکار اہل خبیث ہیں۔ ۷ مارچ کو قومی اسمبلی کا پولنگ دن تھا آپ نے اسی مولوی صاحب کی موجودگی میں لطیف مزاحیہ انداز میں کہا کہ سات مارچ کو الیکشن ہوں گے اور دس مارچ کو نظام اسلام کے مخالفوں کی قل خوانی ہو گی جس میں مولانا نورانی قوالیاں سنائیں گے اور مولوی غلام علی اوکاڑوی چمٹا بجائیں گے ہم صرف ان کی دلجوئی کی خاطر شریک محفل ہوں گے۔ تمام سامعین اس کے بعد مسکراہٹ سے کشت و زعفران ہوئے۔ مارشل لائی دور میں جب علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے اہل حدیثوں کو دوبارہ منظم کیا تو کئی مواقع پر کارنر

میٹنگ اور جلسہ ہائے عام میں گوہر نایاب خطاب سے مستفید ہونے کی سعادت ملتی رہی۔ آپ کے اہم خطابات کے اقتباس ارمغان ظہیر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کے الم ناک سانحہ کا علم ۲۴ مارچ کو شام کے وقت ہوا کیونکہ یوم پاکستان کی تعطیل کی وجہ سے اس روز اخبارات شائع نہیں ہوئے تھے۔ طبیعت انتہائی غمناک ہوئی۔ زبردستی آنسو بہنے شروع ہو گئے۔ ابتدائی اطلاع مولانا عبدالخالق قدوسی و محمد خاں نجیب چند دوسرے شہداء کی تھی۔ شام ۸ بجے کی خبروں میں مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی کی وفات کی روح فرسا خبر بھی تھی۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر کے متعلق ابتدائی اطلاعات یہ تھیں کہ جلد صحت یاب ہو رہے ہیں۔ اسی دوران اہل جماعت و فیملی کی خواہش پر علاج کے لئے سعودیہ لے جائے گئے ۳۰ مارچ کی صبح کو ریاض کے ملٹری ہسپتال میں وفات پا گئے۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اس وقت سے لے کر آج تک جو بے قراری تمام اہل جماعت پر گزری اس سے تمام بہی خواہان جماعت بخوبی آگاہ ہیں۔

ہم کو شاہوں سے عدالت کی توقع تو نہیں
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

اس سلسلہ میں تمام حکمرانوں نے زبانی جمع و خرچ سے کام لیا نہ اس عظیم حادثہ کے پس منظر کا علم ہو سکا اور نہ ہی حکمرانوں نے کسی طرح کی بھی تسلی بخش تحقیقات کروائیں۔ حالات و ظروف کے مطابق اس وقت کے حکمرانوں نے کسی مذہبی یا نیم مذہبی دہشت گرد گروپ سے کروایا ہے۔ اس بم دھماکہ کی کوئی بھی غیر جانبدارانہ تحقیق نہ ہوئی۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

ہمارا یقین کامل ہے کہ قاتل اور ان کے پس پردہ سازشی عناصر ضرور عبرت ناک انجام کو پہنچیں گے۔ اگر اس جہاں نہیں تو عدالت ایسی تو موجود ہی ہے۔

جو چپ رہے گی زباں خنجر تو پکارے گا لہو آستین کا